OPEN ACCESS
AL-TABYEEN
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore*

ISSN (Print): 2664-1178
ISSN (Online): 2664-1186
Jan-Jun 2023
Vol: 7, Issue: 1
altabyeen@ais.uol.edu.pk
OJS: hpej.net/journals/al-tabyeen/index

Basic Goals of Welfare: In the Light of Islamic Teaching

فلاح وبہبود کے اساسی اہداف: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Mumtaz Kousar*
Department of Islamic Studies, Lahore College for Women University, Pakistan
https://orcid.org/0009-0006-8266-8216

Nazia Salim
Department of Islamic Studies, Lahore College for Women University, Pakistan
https://orcid.org/0009-0000-8646-0400

ABSTRACT

The word welfare is related to happiness and prosperity. Welfare has seemingly a different connotation depending on whether one understands it from a mainly economic or sociological perspective. It can be related both to the individual and to the collective and involves material as well as immaterial needs. Islam, which is a complete code of life, indeed, all the teaching of Islam depends upon two essential standards: (a) worship of Allah and (b) the welfare of humanity. Allah also demands that we bring justice and well-being to the society. The concept of falah, or betterment or welfare, is repeated in the Quran. Islam presents a wonderful system of charity in the form of zakat and sadqat. Holy Prophet, through his personal conduct and through his teaching, demonstrated the need for humanity.

Keywords: Islam, Welfare, Goals, Society, teaching, Humanity.

---

*Corresponding Author: **Mumtaz Kousar** (Mumtazkousar105@gmail.com)
Reciving Date: 02 April 2023; Accepted: 25 May 2023; Published online: 22 June 2023

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

انسانیت کی فلاح و بہبود یا خدمت خلق کے حوالے سے کتب اور مقالہ جات لکھے گئے ہیں۔ جن میں فلاح و بہبود سے متعلقہ مواد موجود ہے۔ ان میں ''اسلام میں خدمت خلق کا تصور'' کے نام سے کتاب سید جلال الدین عمری نے لکھی۔ سرمایہ درانہ نظام انشورنس اور اسلام کا نظام کفالت عامہ ''پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری کی کتاب ہے۔ ''اسلام میں رفاہ عامہ کا تصور اور خدمت خلق کا نظام'' پروفیسر امیر الدین کی کتاب میں اسلام کا رفاہی نظام قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ ''اسلام کا قانون وقف'' ڈاکٹر محمود الحسن نے اس کتاب میں اسلام کے قانون وقف کو تفصیل سے لکھا ہے۔ ان کے علاوہ مختلف یونیورسٹیوں میں تحقیقی کام بھی موجود ہے۔ ان میں ایک مقالہ ''مذاہب عالم اور رفاہ عامہ'' شمشاد بی بی (2001ء) ایم اے شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی میں لکھا گیا۔ اس کے بعد (2002ء) میں مقالہ ''خدمت خلق اور اسوۃ حسنہ'' شاہدہ یونس نے ایم اے کی سطح پر شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی سے لکھا پھر ایک مقالہ ''رفاہ عامہ اور سماجی خدمات اسوہ رسول اکرم ﷺ کی روشنی میں'' شازیہ رمضان نے (2015ء) میں پی ایچ ڈی کی سطح پر پنجاب یونیورسٹی سے لکھا۔ ان کے علاوہ یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور سے مقالہ ''خدمت خلق کا تصور (اسلام اور عیسائیت کا تجزیاتی مطالعہ)'' خوشحال شاہین نے (2015ء) میں ایم فل اسلامی فکر و تہذیب کی ڈگری کے لئے لکھا۔ ان کے علاوہ فلاح و بہبود کے حوالے سے انٹرنیٹ وغیرہ پر بھی مواد موجود ہے لیکن اسلامی فلاح و بہبود کے اساسی اہداف کو تفصیلاً بیان نہیں کیا گیا۔ اس مضمون میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فلاح و بہبود کے اساسی اہداف کو پیش کیا جاتا ہے۔

اسلام انسانیت کی فلاح و بہبود کا دین ہے جس نے ایک کامل اور جامع نظام حیات عطا کیا۔ اس کا نصب العین فلاحی معاشرے کا قیام ہے تاکہ اجتماعی طور پر فلاح و بہبود کے کاموں کے ذریعے دین اسلام کے اہداف و مقاصد کا حصول ممکن ہو۔ اسی میں دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی ہے۔ عربی لفظ ''فلاح'' اپنے اندر بہت زیادہ وسعت اور معنویت رکھتا ہے۔ ابن منظور اس کا معنی و مفہوم یوں بیان کرتے ہیں:

فلح، الفلح والفلاح: الفوذو النجاۃو البقاءفی النعیم و الخیر۔[1]

---

[1] ابن منظور، الافریقی، لسان العرب (بیروت: دار صادر، ۲۰۱۰ء)، ۲: ۵۴۷

Ibn-Mãnzûr al Afrîqi, Lisan ãl Arab (Beirût.Dar Sadar, 2010), 2: 547

امام راغب اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فلاح کے معنی کامیابی کے ہیں۔ یہ دنیوی اور اخروی دو قسم کی ہے۔ فلاح دنیوی میں مال، عزت و دولت کی۔

سعادتیں شامل ہیں جو دنیوی زندگی کو خوشگوار بناتی ہے۔ فلاح اخروی چار چیزوں کے حاصل ہو جانے کا نام ہے بقابلا فناء غنا بلا فقر، عزت بلا ذلت، علم بلا جہل۔"[1]

اسی فلاح کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ﴾[2]

اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں رذائل اخلاق کو چھوڑ کر اچھے اخلاق اختیار کرنا اور برے اعمال چھوڑ کر نیک اعمال کرنا، ایمان کے ساتھ پاکیزگی حاصل کرنا، اعمال صالحہ سے آراستہ ہونا یعنی احکام اسلام کی تابعداری کرنا شامل ہے۔ نماز کی ادائیگی اور تمام تر صدقات کے لئے حکم ہے۔ فلاح سے مراد دنیوی خوشحالی نہیں ہے بلکہ حقیقی کامیابی ہے، خواہ دنیا کی خوشحالی اس کے ساتھ میسر ہو یا نہ ہو اخروی کامیابی یقینی ہے۔[3]

فلاح ایمان و عمل کے بغیر ممکن نہیں ہوتی اس کا دامن حق ادائیگی کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ حیات انسانی میں فلاح و بہبود کا بنیادی مقصد معاشرے کے حاجت مند افراد کی دیکھ بھال ہے۔ یہ مقصد اس وقت پورا ہوتا ہے جب معاشرے کے تمول و احتیاج اور دولت و ضرورت میں توازن ہو۔ لہٰذا دین اسلام ایسا ضابطہ حیات ہے جس نے معاشی توازن کو برقرار رکھتے ہوئے معاشرتی فلاح کے اساسی مقاصد و اہداف کے حصول کے لئے معاشرے کے اہل ثروت کو زکوۃ و صدقات کا اصول ضوابط کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسلامی فلاح و بہبود کے اساسی اہداف یہ ہیں:

---

[1] راغب، اصفہانی، امام، المفردات فی غریب القرآن، (کراچی: قدیمی کتب خانہ، س ن)، ۲:۲۴۰
Rãghib, Isfahãni, Imãm, Al-Mûfaradãt fi Gharîb al-Qûran,(Karãchi Qadimi Kûtab Khana),2: 240

[2] الاعلیٰ ۸۷:۱۴
Al-Alã,87: 14

[3] محمد بن احمد القرطبیؒ، الجامع الاحکام القرآن، (قاہرہ: دارالحدیث، ۲۰۰۲ء)، ۱۰:۳۲۳
Al-Qûrtubî, Muhãmmad bîn Ahmãd, Al-Jãmi Al-Ahkam al-Qûran,(Caîro, Dãr al-Hadith, 2002),10: 323

۱-رضائے الٰہی کا حصول

دین اسلام میں تمام نیکیوں کی بنیاد رضائے الٰہی کا حصول ہے۔اگر فلاحی کام کرتے ہوئے انسان کی نیت خاص اللہ کی رضا حاصل کرنا ہو تو اس کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔انسان جو بھی کام کرے وہ شریعت میں جائز ہو اور اس کا طریقہ بھی اسلامی شریعت کے اصولوں کے مطابق ہو تو ایسے کام اللہ کی محبت و خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔فلاح کے کاموں میں انسان کی نیت صرف رضائے الٰہی ہو تو اہداف و مقاصد کو درست سمت نصیب ہوتی ہے۔اہداف و مقاصد کا تعین اور بہتر حصول بھی نیت سے ہوتا ہے۔انسانی فلاح کے کاموں میں اگر نیت کوئی اور ہو تو اعمال ضائع ہو جائیں گے اور اپنی افادیت بھی کھو دیں گے۔اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر فلاح کے کاموں میں جان و مال قربان کرنے کے بارے میں قرآن میں ارشاد ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوۡفٌ ۢ بِالۡعِبَادِ﴾[1]

خالص اللہ کی خوشنودی کے لئے مال خرچ کرنے کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّکَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فَمِ امْرَأَتِکَ[2]

اس کی بہترین مثال حضرت ابو بکر صدیق ؓ کا یہ فعل ہے جب انھوں نے مکہ میں بوڑھے غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کروایا تو ان کے والد نے کہا کہ بیٹا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کمزور لوگوں کو آزاد کر رہے ہو۔اگر مضبوط جوانوں کی آزادی پر تم یہی روپیہ خرچ کرتے تو وہ تمہارے قوت بازو بنتے۔اس پر آپ ؓ نے جواب میں کہا:اباجان میں تو وہ اجر چاہتا ہوں جو میرے رب کے پاس ہے۔[3] اگر انسان کی نیت نیکی کے کاموں میں بھی دنیاوی مقاصد ہو ں تو وہ اجر و ثواب کا باعث نہیں ہوں گے بلکہ سب کام دکھاوے اور ظاہری شان و شوکت کے لئے ہوں گے۔

---

[1] البقرہ۲:۲۰۷

Al-Bãqra,2: 207

[2] محمد بن اسماعیل البخاری۔الجامع الصحیح،کتاب الایمان،باب ماجاءان اعمال بالنیۃوالحسبۃ(ریاض،دار السلام،۱۹۹۸ء)،حدیث:۵۶

Al-Bûkhãri, Muhãmmad bin Ismaîl,Al Jãme Al Sahî,Kitãb ãl-Iman, Bab Ma Jayã in amal binniyyah wahasbah (Riyadh,Dar al salam,1998),Hadith: 56

[3] جلال الدین السیوطی،تاریخ الخلفاء(لاہور:مکتبہ مدینہ)،۵۰

Al-Sûyuti,Jalalûldeen,Tarikh ãl-Khilafah,(Lahore,Maktaba Madina), p:50

۲۔شریعت اسلامی کا نفاذ اور اس کے مقاصد کا تحفظ

دین اسلام میں فلاحی کاموں کا اہم اور بنیادی ہدف شریعت اسلامی کا نفاذ ہے۔ یہ اسلامی ریاست کا کام ہے کہ تمام افرادِ معاشرہ کی فلاح و بہبود کا خیال رکھے۔ نبی کریم ﷺ نے انسانوں کی فلاح و بہبود کے لیے مدینہ میں فلاحی ریاست کی بنیاد رکھی یہاں پر مسلمانوں کو ہر طرح کی آزادی میسر تھی تاکہ وہ شریعت کے احکام کا عملی نفاذ احسن طریقے سے کر سکیں۔ فلاحی ریاست کا نصب العین عوام کی انفرادی اور اجتماعی فلاح و بہبود ہوتا ہے۔اسلامی فلاحی ریاست کے اندر احکام و قوانین شریعت اسلامیہ کے اصولوں کے عین مطابق ہوتے ہیں جس میں فلاح بہبود کے لئے مالی ذریعہ زکوۃ و صدقات ہے۔اس کے لئے ریاستی سطح پر خزانہ بیت المال ہوتا ہے۔ فلاح و بہبود ایک اجتماعی ذمہ داری ہے جس سے معاشرتی سطح پر خیر و فلاح کا اہتمام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامیہ کے نفاذ کے لئے انسان کو خلافت بخشی تاکہ وہ اسلامی قوانین کے مطابق فلاحی ریاست قائم کریں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾[1]

جس اسلامی ریاست میں قوانین شریعت کے مطابق ہوں وہاں شریعت کے اہداف و مقاصد کا حصول آسان اور ممکن ہوتا ہے ۔ علماء و فقہاء تحفظ دین، تحفظ جان، تحفظ مال، تحفظ نسل، تحفظ عقل کو مقاصد شریعہ میں شامل کرتے ہیں۔[2]

اسلام نہ صرف اپنے دین کی حفاظت کرتا ہے بلکہ دوسرے ادیان کے ماننے والوں کو اپنے دین اور عبادت کے لیے آزادی دیتا ہے، لیکن دین اسلام قبول کرنے کے بعد اس کو چھوڑنے یا بغاوت کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ یعنی مرتد ہونے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ مرتد کے قتل کا حکم دیتا ہے۔ اگر غرباء کی مدد کی جائے تو دین میں ثابت قدمی کا سبب بنتی ہے۔ زکوۃ میں مولفۃالقلوب کی مد بھی حفاظت دین و ایمان کا ذریعہ ہے۔ مومن کی دنیا و آخرت کی

---

[1] الحج ۲۲:۴۱

Al -Hãjj 22:41

[2] ابو حامد الغزالی، المستصفی فی الاصول الفقہ، (قاہرہ: مطبع امیریہ، ۱۳۲۲ھ)، ۱:۲۸۷

Al-Ghãzali, Abu Hamîd, Al-Mustãsfa fi al-Usul al-Fiqh,(Cairo, Mûttaba Amiriyya, 1322h),1: 287

بھلائی کے لئے دین کا استحکام انتہائی ضروری ہے۔[1]

شریعت اسلامیہ میں انسانی جان کی بہت زیادہ قدر و منزلت ہے۔ اسلام نے قتل و غارت اور خود کشی کو حرام قرار دیا ہے۔ انسانی جان کو نقصان پہنچانے پر دیت اور قصاص کا قانون جاری کیا۔[2] اسلامی فلاحی ریاست ان قوانین کے ذریعے انسانی جان کا تحفظ کرتی ہے۔ اس کے علاوہ بھوک اور افلاس بھی ایسی چیز ہے جس سے انسانی جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ اسلامی ریاست میں بیت المال کے قیام کا مقصد بھی یہ ہی ہے کہ ریاست کا کوئی بھی شہری بھوکا نہ رہے۔ اسی خوف کی وجہ سے حضرت عمر فاروق رات کو گلیوں کا گشت لگایا کرتے تھے۔[3]

مال کی حفاظت بھی شریعت کے مقاصد میں سے ہے۔ اسلام کی رو سے اگر چور کو مال چوری کرنے پر کڑی سزا دی جائے، یتیموں کے مال غصب کرنے والے مجرموں کی بازپرس ہو اور ان کو سزائیں دی جائیں تو اس سے غیر فطری طور پر دولت کی تفاوت کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ مال کو ذخیرہ اندوزی سے روکا جائے جو معاشرے میں امیر اور غریب کا طبقہ پیدا کرنے کا سبب ہے۔[4] ملکیت اور وراثت کا حق دیا جائے تو مال کی حفاظت ممکن ہوتی ہے۔ دین اسلام نے ان تمام ذرائع کا سد باب کیا ہے جو مال کی حفاظت اور عادلانہ تقسیم میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ محکمہ احتساب قائم کیا تا کہ ہر فرد معاشرہ کو وراثت اور ملکیت کا حق ملے۔ مال کی حفاظت کے تمام اقدامات جب ریاست کی سطح پر ہوں تو یہ مقصد بہتر طریقے سے پورا ہو گا۔

انسانی زندگی میں نسب کی حفاظت اور پاکیزگی بھی ضروری ہے۔ اس کی قرآن وحدیث میں بہت تاکید فرمائی گئی

---

1 محمد عمر چھاپرا، ترقی کا اسلامی تصور-مقاصد شریعہ کی روشنی میں (نئی دہلی، ایفا پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء)، ۳۲

Chãpra, Muhãmmad Umar,Traqi k Islamî Tasãwar mqasad Sharîya ki roshani main(New Delhi, Eifa Publications, 2010),p: 32

2 جمال الدین ابن عطیہ، مقاصد شریعت عصری تناظر میں (نئی دہلی: ایفا پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء)، ۶۸

Atiyã, Jãmaluddîn, Moqãsid Shãriat Asri Tnãzar main,(New Delhi Eifa Publications, 2010),p: 68

3 ا، ابوالفرج عبدالرحمٰن الجوزی، مناقب امیر المؤمنین عمر بن خطاب (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۷۸ء)، 153

Ibn al-Jãwzi, Abu al-Fãraj Abd al-Rahmãn,Munaqib Amir al-Mu'minin Umãr bin Khattab,(Beirut, Lebanon Dar al-Kitab al-Ilamiya, 1978),p:153

4 محمود ایوب، اسلامی مالیات (اسلام آباد: رفاہ سنٹر آف اسلامک بزنس، رفاہ انٹرنیشل یونیورسٹی، ۲۰۱۰ء)، ۲۹

Mahmood Ayub,Islãmi Malîyat, Rãfah Center of Islamic Business,(Islãmabad,Rafah International University, 2010), p:29

ہے۔جب کوئی انسان کسی عورت کے ساتھ نکاح کرتا ہے تو اس کی نسل اور نسب دونوں کی حفاظت ہوتی ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ﴾[1]

نکاح سنت نبویﷺ کی پیروی ہے اور ایک صالح معاشرے کی تعمیر میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔یہ انسان کے لیے ایک ڈھال ہے۔فلاحی ریاست کے لئے ضروری ہے کہ غریب افراد کے نکاح کو آسان کرنے میں مدد کرے اس سے انسانی نسل و نسب کی حفاظت ہوتی ہے۔معاشرے سے فحاشی وبے حیائی جیسی بہت سی برائیاں ختم ہوسکتی ہیں۔نبی کریمﷺ نے اس بھلائی کے کام کے لیے انفرادی طور پر بھی تاکید فرمائی ہے۔نسب کو پاک کرنے کے لئے زنا اور متبنیٰ بنانے کی رسم کو حرام قرار دیا۔اسقاط حمل کو بھی جرم قرار دیا۔تاکہ ایک پاکیزہ نسل پروان چڑھے۔

فلاحی ریاست کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ اپنے شہریوں کی عزت وآبرو کی حفاظت کرتی ہے۔شریعت اسلامیہ کے اصولوں کے مطابق اگر کسی کی عزت و آبرو کے ساتھ غلط رویہ اختیار کیا جائے اسکی سزا مقرر کر دی گئی ہے۔نظامِ عدل کے قیام سے جب مجرموں کو کڑی سزائیں ملے گی اس سے معاشرے میں ایسی تمام برائیاں ختم ہوں گی۔اسلام نے مجبور اور بے بس انسان کی کفالت کا مستقل ذریعہ زکوۃ و صدقات قائم کیا ہے تاکہ تمام طبقات کی مدد وظائف کی صورت میں کی جائے اس طرح معاشرے کی ہر عورت کی عزت وآبرو محفوظ ہوسکتی ہے۔زنا اور تہمت کی صورت میں سزاؤں کے نفاذ کا مقصد بھی اسلامی معاشرے میں ہر فرد کی عزت کا تحفظ ہے۔[2]

حفاظت عقل کو بھی علماء وفقہاء شریعت کے مقاصد میں شامل کرتے ہیں۔انسان کو دوسری مخلوقات سے افضل کرنے والی چیز عقل ہے۔

اسلام ان تمام چیزوں کو ناپسند کرتا جو انسانی عقل کو گمراہ یا تباہ کرتی ہیں مثلاً تمام نشہ آور چیزیں عقل کو نقصان

---

[1] النور ۲۴:۳۲
Al-Noor 24:32

[2] امیر الدین مہر، اسلام میں رفاہ عامہ کا تصور اور خدمت خلق کا نظام (لاہور: میٹروپرنٹر، س ن)، ۴۳
Maher,Ameeruddin,Islam main Rifai ama k Tsawar aur Khadmat-e-Khaliq k Nizam,(Lahore,Metroprinter),p:43

دیتی ہیں۔[1] دین اسلام نے ان کو حرام قرار دیا ہے۔ انسانی عقل کا تقاضا ہے کہ اسے تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا جائے۔اس مقصد کے لئے تعلیم و تربیت کا انتظام ریاست کی ذمہ داری قرار دیا ہے۔[2]

۳-انفاق فی سبیل اللہ

انفاق فی سبیل اللہ ایک جامع اصطلاح ہے۔ ہر وہ سماجی خدمت جو ذاتی غرض سے بلند ہو کر خالص اللہ کے لئے کی جاتی ہے وہ انفاق فی سبیل اللہ ہے۔انفاق فی سبیل اللہ ایک اجتماعی فریضہ ہے۔[3] قرآن میں نماز کے بعد سب سے زیادہ تاکید انفاق فی سبیل اللہ کی فرمائی گئی ہے۔ایمان اور انفاق کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ﴾[4]

حضور ﷺ نے بھی جن چیزوں کو اسلام کی بنیاد قرار دیا ان میں زکوۃ کو لازمی رکن قرار دیا جو فرض انفاق میں شمار ہوتی ہے۔فرمان نبوی ﷺ ہے:

بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔[5]

دین اسلام میں انفاق کی تین اقسام متعین کی گئی ہیں۔فرض،واجب اور نفل انفاق۔

فرض انفاق: زکوۃ و عشر فرض انفاق میں شامل ہیں۔قرآن و حدیث میں اس کا ذکر نماز کے ساتھ بکثرت آیا

---

[1] محمود احمد غازی، محاضرات شریعت (لاہور، الفیصل ناشران)، ۹۵

Ghãzî, Mahmud Ahmãd,Mahãzrat-e-Shariat,(Lahore, Al-Faisal Publishers), p.95

[2] ابن عطیہ، مقاصد شریعت عصری تناظر میں، ۷۳

Atiya, Jãmal al-Din, Maqasid Shariat Asri Tnazar Main, p.73

[3] خواجہ نسیم شاہد، اسلام اور معاشی ترقی (لاہور، ادارہ تعلیمی تحقیق، س ن)، ۴۰

Khãwaja, Nãseem Shahîd, Islãm and Mãshi Traqi(Lahore,Idara Talimi Tahqeeq),p: 40

[4] الحدید ۵۷:۷

Al-Hãdid 57:7

[5] البخاری، کتاب الایمان، باب دعاکم ایمانکم، حدیث: ۸

Al-Bukhãri, Kitab al-Iman, Bab Dua-Kum Iman-Kum,Hadith: 8

ہے۔

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ﴾ [1]

متعدد احادیث مبارکہ میں بھی اس کی ادائیگی کا حکم موجود ہے مثلاً آپ ﷺ نے جب حضرت معاذ ؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اسے فرمایا: انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں، محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں، اور ان پر دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ ان لوگوں کو یہ بھی بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں میں زکوۃ کو فرض کیا ہے۔ ان کے دولت مندوں سے لے کر غرباء کو دی جائے۔[2]

صدقات واجبہ: دین اسلام کی رو سے کچھ صدقات انسان پر واجب ہیں مثلاً صدقہ فطر، غریب والدین کا نفقہ اور غریب اولاد کا نفقہ، ان کی ادائیگی کے لئے انسان کو حکومت کی طرف سے مجبور کیا جا سکتا ہے۔ صدقات واجبہ کی ایک دوسری قسم یہ ہے کہ اجتماعی ضرورت ہو یا معاشی حالت خراب ہو تو حکومت کی مدد سے مال خرچ کیا جائے مثلاً جہاد اور فلاح عامہ کے اہم مواقع فرض صدقات کے علاوہ صاحب ثروت کا اجتماعی حقوق ادا کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔[3] زکوۃ ادا کرنے کے بعد بھی صاحب مال پر انفاق فی سبیل اللہ کی ذمہ داری باقی رہتی ہے۔ انفاق فی سبیل اللہ سے باہم اخوت، محبت اور ایثار و قربانی کے رویے فروغ پاتے ہیں۔[4] متمول طبقات پر فرض ہے کہ اپنے معاشرے کی فلاح کے لئے مال کو خرچ کریں۔ اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے بعد زائد مال خرچ کرنے کا کم سے کم معیار یہ ہے کہ معاشرے میں کوئی بھی ایسا فرد باقی نہ رہے جس کی بنیادی ضروریات غذا، لباس، مکان اور علاج کی تکمیل نہ ہو سکے۔[5]

---

[1] البقرہ ۲:۴۳

Al-Bãqarah 2:43

[2] البخاری، کتاب الزکوۃ، باب وجوب زکوۃ، حدیث: ۱۳۹۵

Al-Bûkhãrî, Kitãb al-Zãkat, Bab ãl-Zakat, Hadith: 1395

[3] حفظ الرحمن سیوہاروی، اسلام کا اقتصادی نظام (لاہور، ادارہ اسلامیات، ۱۹۸۴ء)، ۲۵، ۲۴

Siwãharvî, Hufzur Rãhman, Islam k Iqtsadî Nizam, (Lahore, Idara Islamiat,1984),p:24, 25

[4] عبد الرحمن کیلانی، اسلام میں دولت کے مصارف (لاہور: مکتبہ اسلام، ۲۰۰۱ء)، ۶۶

Keilãni, Abdul Rahman, Islãm main Dolat k Musarif, (Lahore Maktaba Islam, 2001), p.66

[5] نجات اللہ صدیقی، اسلام کا نظریہ مملکت (لاہور، اسلامک پبلیکیشنز، ۱۹۸۷ء)، ۱:۲۶۴

صدقات نافلہ: اسلام نے عادلانہ نظام کے تحت امراء کی دولت سے غرباء کی بھلائی کا بتدریج انتظام کیا ہے۔ اگر امراء اپنے مال سے فرض زکوۃ و عشر ادا کردیں اس کے بعد بھی معاشی استحکام میسر نہ آرہا ہو اس پر وہ فلاح عامہ کے لئے مزید ریاست کو دینے کا پابند ہے۔ اگر اس کے بعد بھی معاشی بہتری نہ آرہی ہو تو اسلام نفلی انفاق کی ترغیب دیتا ہے۔ نفلی انفاق فی سبیل اللہ کی کوئی حد مقرر نہیں۔ اللہ تعالی اپنے بندوں سے تائید کا وعدہ کرتا ہے جو اپنے فرائض ادا کرنے کے بعد مزید مالی وسائل سے لوگوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں اسے قرض حسن قرار دیا گیا ہے۔ قرض حسن کی اہمیت وفضیلت کے بارے میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ﴾[1]

اللہ تعالی نے عمل انفاق کو قابل واپسی اجر قرار دیا ہے کہ جو میرے بندوں پر خرچ کیا جائے وہ مجھ پر احسان ہے نہ کہ میرے بندوں پر۔ اس احسان کو بڑھا کر واپس کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

۴۔ تزکیہ نفس

اسلام میں فلاح عامہ کے کاموں کے لئے محض مال جمع کر کے ضرورت مندوں کی حاجت پوری کرنا نہیں بلکہ اس کے ساتھ عظیم ہدف انسان کے نفس کا تزکیہ بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام نے زکوۃ وصدقات کا حکم دے کر نہ صرف حاجت مندوں اور کمزوروں کی بھلائی کا خیال رکھا بلکہ مدد کرنے والوں کے لیے خیر اور بھلائی بھی رکھی ہے۔ انسان بہت سی نفسیاتی برائیوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ نفسیاتی خواہشات کے زیر اثر جس چیز کا مالک ہوتا ہے اس میں بخل کرتا ہے اور کسی چیز میں دوسروں کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ یہ فرد اور معاشرے کے لیے نقصان دہ ہے۔[2] قرآن مجید میں اس برائی سے بچنے والوں کے لئے ارشاد ہے:

﴿ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ

Siddiquî, Najãtullah, Islam k Nazriya Mumlikat,(Lahore,Islamic publications.1987),1: 264

[1] البقرہ ۲:۲۴۵

Al-Bãqarah 2:245

[2] یوسف القرضاوی، فقہ الزکوۃ (لاہور، الفیصل پبلشنگ کمپنی)، ۴۰۸

Al-Qarãdawi, Yusuf,Fîqh al Zakat,(Lahore, Al-Faisal Publishing Company),p: 408

بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾[1]

اسلام میں زکوۃ وصدقات کا مقصد بھی انہی خبائث کو دور کرنا ہے۔ جتنا مال راہِ خدا میں خرچ کیا جائے اتنی ہی روح کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ جہاں زکوۃ نفس انسانی کو بخل سے پاک کرتی ہے تو دوسری طرف اس کے دل سے مال کی محبت نکال کر اسے ذلیل ہونے سے بچاتی ہے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے اجر اور اس میں بخل کرنے والوں کے انجام کے بارے میں حدیث پاک میں ارشاد ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا اللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُولُ الْآخَرُ اللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا [2]

مال ودولت کو جمع کرنا یا اس سے محبت کرنا انسان کا مقصد حیات نہیں ہے بلکہ انسانی تخلیق کا مقصد تو اس سے کہیں بڑا ہے۔ انسان صرف اپنے رب کے سامنے جھکے جس نے اسے پیدا کیا ہے۔ دنیاوی مال ومتاع کے سامنے جھکنا تباہی کا سبب ہے۔ اس میں صرف زکوۃ دینے والے کے نفس کا تزکیہ نہیں بلکہ زکوۃ لینے والے کا نفس بھی حسد ،لالچ، تکبر ،بغض اور نفرت سے پاک ہوتا ہے۔

۵-تزکیہ مال

فلاح وبہبود کے کاموں میں مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے جس طرح انسانی نفس کا تزکیہ ہوتا ہے اسی طرح مال کا بھی تزکیہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے مال میں دوسروں کا حق رکھا ہے۔ اگر وہ حق ادا نہ ہو تو انسانوں کا مال آلودہ رہتا ہے۔ یہ آلودگی اس وقت تک ختم نہیں ہوتی جب تک اس میں سے حق داروں کا حق نہیں نکل جاتا۔ اس حقیقی ہدف کے حصول کے لئے اسلام امراء کے مالوں پر زکوۃ کو فرض کر کے خیرات وصدقات کی ترغیب دلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دیئے ہوئے رزق پر ایک مقررہ مقدار سے زکوۃ کو فرض قرار دیا ہے تاکہ

---

[1] الحشر ۵۹:۹

Al-Hãshr 59:9

[2] البخاری، کتاب زکوۃ، باب فامامن اعطی واتقی، حدیث: ۱۴۴۲

Al-Bukhãri,Kîtab Al- Zãkat,Bab Fama Man Ati wa Taqi, Hadith: 1442

مال پاکیزہ ہو جائے اور محروم لوگوں کو ان کا حق مل جائے۔ مال کی اس پاکیزگی کا ثبوت قرآن مجید میں ملتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ١٠٣﴾[1]

مال کی پاکیزگی کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ أَخْبِرْنِي عَنْ قَوْلِ اللهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَنْ كَنَزَهَا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا فَوَيْلٌ لَهُ إِنَّمَا كَانَ هَذَا قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللَّهُ طُهْرًا لِلْأَمْوَالِ[2]

زکوۃ مالدار کے مال عین پر مقرر ہے۔ اگر کسی انسان کے پاس فرض زکوۃ و صدقات کے برابر مال نہیں ہے لیکن وہ اپنے مال کی پاکیزگی چاہتا ہے تو وہ نفلی صدقات سے مال کو پاکیزہ کر سکتا ہے۔ مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے نحوست سے پاک ہو جاتا ہے۔[3]

٦۔ فرد کی عزت نفس اور تکریم ذات

اسلام نے معاشرے کی فلاح و بہبود کا جو مثالی نظام پیش کیا ہے اس کا مقصد حاجت مند انسان کی عزت نفس کو بھی قائم رکھنا ہے۔ محتاج اور ضرورت مند افراد اپنے آپ کو معاشرے کے بے کار افراد نہ سمجھیں کہ وہ دوسروں کے رحم و کرم پر گزر بسر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام مخلوقات سے بلند مقام اور مرتبہ عطا فرمایا ہے اور اس اعلیٰ مقام کو قائم رکھنے کا بندوبست بھی کیا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

---

[1] التوبہ ۹:۱۰۳

Al-Tãwbah 9:103

[2] البخاری، کتاب الزکوۃ، باب ما ادی زکاتہ فلیس بکنز، حدیث:۱۴۰۴

Al-Bukhãri, Kitab Al-Zãkat,Bab Ma Adi Zakat Falisa Bikins, Hadith: 1404

[3] مودودی، اسلام اور جدید معاشی نظریات (لاہور، اسلامک پبلیکیشنز)، ۱۰۹

Mãududî, Islãm aur Jadeed Mashi Nazaryat,(Lahore,Islamic Publications), 109

﴿ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴾[1]

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو اتنی عظمت اور عزت اس لیے عطا کی ہے کیونکہ وہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا نائب ہے۔نائبانہ حیثیت کی وجہ سے مخلوق میں انسان کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی افضل مخلوق کی کفالت کا انتظام احسن طریقے سے کیا کہ وہ کسی کا بھی محتاج نہ رہے۔انسان کی اس عزت اور وقار کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَأَى سَعْدٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ[2]

اسلام میں مال داروں کو حکم دیا گیا ہے کہ تم جو بے نواؤں کو دیتے ہو وہ کوئی احسان نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے تمھارے مالوں میں ان کا حق مقرر کیا ہے تم اسے احسان جتا کر ان کی عزت نفس کو ٹھیس نہ پہنچاؤ۔

۷-غربت کا خاتمہ

دین اسلام نے غربت کے مستقل خاتمے کے لئے ایسا دائمی نظام متعارف کروایا جس کی نظیر سامی یا غیر سامی مذاہب میں نہیں ملتی۔اگر اسلام کے ابتدائی دنوں پر نظر ڈالیں جب مسلمان گنتی کے تھے ان پر ظلم و ستم ہوتا تھا ،اس دور میں بھی غربت پر خصوصی توجہ دی گئی۔ مسلمانوں کو مختلف انداز اور مختلف الفاظ استعمال کر کے تاکید فرمائی۔ کبھی بعام مسکین کبھی ایتاء الزکوۃ کبھی انفاق کے الفاظ استعمال کیے۔قرآن میں غریبوں کی مدد کے لیے بار بار تاکید فرمائی گئی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴾[3]

---

[1] بنی اسرائیل ۱۷:۷۰
Bãni Israel 17:70

[2] البخاری، کتاب جہاد والسیر، باب من استعان بالضعفاء والصالحین فی الحرب، حدیث: ۲۸۹۶
Al-Bukhãri, Kitab Jîhadu al-Seer,Bab Min Ista'an bîl-zafafa wa salah lahin fi al-harb, Hadith: 2896

[3] الذاریات ۵۱:۱۹
Al-Dhãriyat 51:19

اسلام نے غربت کے سبب پیدا ہونے والے روحانی، اخلاقی اور معاشرتی مسائل کا حل پیش کیا ہے۔تاکہ غربت کا مکمل سدباب کیا جائے۔اس عظیم ہدف کو حاصل کرنے کے لئے اجتماعی طور پر ریاست یا جماعت کو ذمہ داری سونپی اور بیت المال کی صورت میں سرکاری خزانہ قائم کیا تاکہ صاحب مال اپنے مالوں میں سے مقرر کردہ زکوۃ وصدقات میں غریبوں کا حصہ دینے میں کوتاہی نہ کریں۔کیونکہ غربت کا سب سے بڑا خطرہ انسان کے دین وایمان کے لئے ہوتا ہے۔جب کوئی محنتی انسان تنگ دست ہو اور اس کے قریبی دولت مند ہو تو وہ اللہ کی تقسیم دولت کے بارے میں وسوسے کا شکار ہو جاتا ہے یا اس سے حسد کرنے لگتا ہے۔اس لئے رسول اللہ ﷺ بھی غربت سے پناہ مانگتے تھے[1]۔غربت میں انسان اخلاقی قدروں کو بھول جاتا ہے۔انسان کے افکار بھی متاثر ہوتے ہیں اسلام کے رفاہی نظام کے ذریعے غربت کے سبب پیدا ہونے والی برائیوں سے بچا جا سکتا ہے۔[2]مفلس لوگوں کو ایک بار زکوۃ سے سہارا مل جائے تو اپنی معیشت کو ٹھیک کر سکتے ہیں اور دوسروں کو زکوۃ دینے کے قابل ہو جاتے ہیں ۔ حضرت عمر فاروق ؓ کا بھی یہی طرز عمل تھا۔انھوں نے اس بات کا اعلان بھی کیا تھا کہ غریب کو اتنی مقدار میں مال دو کہ بے نیاز کردو یعنی غربت سے نکل جائے۔[3]

دین اسلام میں زکوۃ وعشر، صدقات اور اوقاف جیسے ذرائع سے اہم ہدف غربت وفلاس کے خاتمے کا انتظام کرنا ہے۔افراد پر کچھ حقوق فرائض کی صورت میں اور کچھ نوافل کی صورت میں مقرر ہیں۔اس کا مقصد غریب لوگ امراء کے منہ نہ تکتے رہیں بلکہ ان کے مالوں میں سے اپنا حق وصول کریں۔حکومت اموال زکوۃ سے کارخانے ،مکانات اور تجارتی مراکز بنا کر غریب لوگوں کو اس کا مالک بنائیں تاکہ وہ اس سے اپنی بنیادی ضروریات پوری کریں۔غربت کے خاتمے کے لئے اسلامی ریاست رعایا کے لئے روزگار کے بہتر وسائل پیدا کرے۔اسلام نے

---

[1] احمد بن شعیب النسائی، السنن، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ من الفقر (لاہور، دار السلام، ۲۰۰۰ء)، حدیث: ۵۴۶۷

Al-Nasa'i, Ahmãd bîn Shua'ib, Sunan Al-Nãsa'i, Kitab al-Ista'aza,Bab Ista'aza min al-Faqr,(Rîyadh, Dar al-Salam,2000)Hadith: 5467

[2] یوسف القرضاوی، اسلام میں غریبی کا علاج (لاہور، مکتبہ اسلامیہ، ۲۰۱۰ء)، ۲۸

Al-Qarãdawî, Yusuf,Islam Main Ghrabi k Ilaj,(Lahore,Maktaba Islamia, 2010),p:28

[3] ابو عبید القاسم بن سلام، کتاب الاموال (قاہرہ، دار السلام، ۱۹۸۱ء)، ۵۶۵

Abu Ubãid,AlQasîm bin Salam, Kitab al-Amwal,(Cario,Dar alslam,1981),p: 565

زکوۃ وصدقات کے ذریعے سالانہ اور مستقل امداد سے کفالت کا انتظام کیا ہے جو یتیم، مسکین اور غریب کو غربت کی تمام سرحدیں پار کرواسکتا ہے۔

۸۔ حقوق العباد کی ادائیگی

شریعت اسلامی میں فلاح و بہبود کا تعلق حقوق العباد سے وابستہ ہے کیونکہ معاشرہ میں اجتماعی طور پر اکھٹا رہنا انسان کا فطری تقاضا ہے۔ معاشرے کے اندر اسے دوسروں سے واسطہ ضرور پڑتا ہے۔ دین اسلام نے انسانوں پر والدین، بیوی اور بچوں کے حقوق کو فرض قرار دیا ہے۔ لیکن بعض اوقات مخصوص حالات میں معاشرے کے دوسرے افراد کے حقوق بھی فرائض میں شامل ہو جاتے ہیں۔ فلاح عامہ کے تمام کام حقوق العباد کے دائرے میں آتے ہیں۔ اس کا دائرہ کار صرف اپنے خاندان تک محدود نہیں بلکہ عزیز و اقارب سے لے کر ہمسائے، غریب، یتیم، مسکین، بیوہ اور مسافر تک پھیلا ہوا ہے۔ جن کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

قرابت داروں کے حقوق: اسلام قربت داروں سے حسن سلوک اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ صلہ رحمی سے معاشرہ خوشحال بن جاتا ہے۔ جن معاشروں میں یہ خوبی نہیں ہوتی ان میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے مطابق صرف یتیم، مسکین اور غریب کی بھلائی و خیر کے لئے مال دینا دینی خرچ میں نہیں آتا بلکہ اپنے خاندان پر خرچ کرنا بھی خیر و خیرات میں آتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جب بحرین سے خراج کا مال آیا تو دوسرے لوگوں کے ساتھ اپنے چچا عباس کو بھی حصہ دیا۔[1] قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کو حصول جنت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ صدقہ کے اولین حقدار بھی یہی ہیں۔ حدیث مبارک میں ارشاد ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ[2]

یتیموں اور مسکینوں کے حقوق: معاشرے کے ضرورت مندوں اور کمزور افراد میں سب سے پہلے یتیموں اور مسکینوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو بچے والدین سے محروم ہو جائیں وہ خصوصی توجہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ اگر وہ

[1] مناظر احسن گیلانی، اسلامی معاشیات (کراچی: دارالاشاعت)، ۴۳۶

Geelãni, Manãzir Ahsan, Islãmi Mashiat,(Karachi,Dar al-Ishait),p: 436

[2] البخاری، کتاب زکوۃ، باب لا صدقۃ الا عن ظھر غنی، حدیث: ۱۴۲۶

Al-Bukhãrî,Kitab al Zãkat,Bab La Sadãqat al-Zhar Ghani, Hadith: 1426

زکوۃ وصدقات کے حق دار ہوں تو ان کو لازمی ادا کرے اور اگر وہ اس کے مستحق نہ بھی ہوں تو پھر بھی ان کی تمام ضروریات کا خیال رکھا جائے۔ یتیم و مسکین بچے اپنوں کی محبت سے محروم ہوتے ہیں۔ان کی کفالت کرنا اور انہیں توجہ دینا معاشرے کا کام ہے۔ان کی تربیت میں بھرپور ساتھ دیا جائے۔اگر اس یتیم کا اپنا رشتہ دار نہ ہو تو حکومت اس کی کفالت کی ذمہ دار ہوتی ہے۔اسی طرح یتیم کی پرورش کرنے والا بہت زیادہ اجر و ثواب کا حقدار ہو گا اور اسے جنت میں نبی کریم ﷺ کا قرب بھی نصیب ہو گا۔ جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا:

عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى[1]

خلفاء راشدین نے بھی بیت المال سے یتیم اور مسکین کی کفالت کے لئے وظائف مقرر کئے تھے۔عمر بن عبدالعزیز ہر روز اعلان کروایا کرتے تھے کہ کوئی مسکین، قرض دار یا نکاح کا خواہش مند ہے تاکہ بیت المال سے اس کی مدد کی جائے۔[2] اسلامی تعلیمات کے مطابق یتیم کی مالی مدد کی جائے،ان کی تعلیم و تربیت کی جائے،ان کے ساتھ نرمی کا رویہ اختیار کیا جائے،ان کے نکاح کا اہتمام کیا جائے اور ان کی جان و مال اور عزت آبرو کی حفاظت کی جائے۔

پڑوسیوں کے حقوق: اسلام میں پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ان کے ساتھ صرف اچھا سلوک ہی نہیں بلکہ معاشی و معاشرتی ہر لحاظ سے ان کی مدد کی جائے۔انسان جن کے درمیان رہتا ہو ان سے تعلق لازمی ہوتا ہے کیونکہ انسان الگ تھلگ زندگی نہیں گزار سکتا۔ان کے ساتھ تعلق اگر مستقل ہو تو ان کے حقوق اور بھی زیادہ ہیں۔ پڑوسی کے حقوق کا اندازہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے لگا سکتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ يُوصِينِي جِبْرِيلُ بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ[3]

---

[1] البخاری، کتاب الادب، باب فضل من یعول یتیما، حدیث:٦٠٠٥
Al-Bukhãri, Kitab ãl-Adab,Bab Fazl Min Ya'ul Yatima, Hadith: 6005

[2] القرضاوی، فقہ الزکوۃ، ٣٤٠
Al-Qarãdawi, Yûsuf, Fîqh al-Zakat, p:340

[3] مسلم بن حجاج،الجامع الصحيح،كتاب البروالصلة والادب،باب الوصية بالجار والاحسان اليه (رياض:دار السلام ، ٢٠٠٠ء)،حديث:٦٦٨٧

حسن معاشرت کا تقاضا ہے کہ پڑوسیوں کے دکھ درد میں بھی شریک ہونا چاہیے۔ان کے ساتھ شریفانہ رویہ اختیار کیا جائے اور مصیبت میں ان کی مدد کی جائے۔ حسن سلوک کے حوالے سے مسلم اور غیر مسلم کو برابر سمجھا جائے۔ مسافروں کے حقوق: دین اسلام نے نہ صرف انسان کی مستقل ضرورتوں کا خیال رکھا بلکہ اتفاقی ضروریات کا بھی خیال رکھا ہے۔ جیسے مسافر طبقہ وقتی طور پر کسی آفت یا مصیبت کا شکار ہو جاتا ہے۔ایسے حالات میں اسلام نے ان کی مدد کا بھی دائمی حل پیش کیا ہے۔اس کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں۔ان کا خیال رکھنا بھی معاشرے کا حق ہے۔تاریخ میں مسافروں کے ساتھ حسن سلوک کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔خاندان نبوت کو رفادہ اور سقایہ کا عہدہ حج پر آنے والے مسافروں کی خدمت کی وجہ سے ملا تھا۔رسول اللہ ﷺ کے پاس جو لوگ سفر کر کے آتے ان کو مسجد نبوی میں ٹھہراتے اور ان کو کھانا بھی کھلاتے تھے۔اللہ تعالی نے بیت المال کے سب سے اہم ذریعہ زکوۃ میں ان کا حصہ مقرر کر دیا۔ تمام خلفاء راشدین نے بھی مسافروں کے لئے جگہ جگہ مسافر خانے بنوائے جن میں رہائش کے ساتھ کھانے کا بھی انتظام ہوتا تھا۔

معذوروں کے حقوق: معذور لوگ معاشرے کا قابل رحم طبقہ شمار ہوتا ہے۔جو افراد دائمی کسی جسمانی یا ذہنی معذوری میں مبتلا ہوں یا بڑھاپے کی وجہ سے اپنے لئے کام کاج نہ کر سکتے ہوں تو ایسے لوگ مستقل طور پر دوسروں کی مدد کے مستحق ہوتے ہیں۔ شریعت اسلامی نے ان کے ساتھ عبادات میں بھی نرمی برتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے معاشرے کے دوسرے افراد کو ذمہ داری دی ہے کہ ان کے حقوق کا خاص خیال رکھا جائے۔ قرآن مجید میں ایسے معذور افراد کو کھانا کھلانے کی ترغیب دی ہے ۔اسلام نے معذور افراد کو یہ بھی اجازت دی کہ اپنے باپ، دادا، نانا، چچا، ماموں، پھوپھی، خالہ، بھائی، بہن، دوست کسی بھی رشتہ دار کے گھر سے کھانا کھا سکتا ہے۔[1]

بیواؤں کے حقوق: اسلام بیواؤں کے ساتھ ہمدردی کرنے کا حکم دیتا ہے۔عہد نبویؐ اور خلفاء راشدین نے بیواؤں کے لئے بیت المال سے مستقل وظائف مقرر کئے تھے۔اسلامی حکومت کو پابند بنایا کہ ان کی مالی مدد کی

Mûslim bîn Hãjjaj,Al Jãme Al Sãhi, Kitãb Albar-wa-al-Sãlaat-wa-al-Adab,Bab Al-Wasîya Baljar and Ihsãan Ilya,(Riyãdh,Dar al salam,2000) Hadith: 6687

[1] النور ۲۴:۶۱

Al-Noor 24:61

جائے اور ان کے لئے رہائش کا انتظام کرے۔ اسلامی ریاستوں میں ایسی عورتوں کے لئے دار الامان قائم کئے جاتے ہیں۔ دین اسلام ہی نے بیوہ کو نکاح ثانی، وراثت، اور ملکیت کا حق دیا۔

غلاموں کے حقوق: اسلام نے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا کہ ان کے کھانے پینے اور رہائش کا خیال رکھا جائے۔ غلاموں کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ﴾

اسلام نے غلامی کے تمام پرانے طریقے جیسے قرض کے عوض کسی کو غلام بنالینا یا کسی کو اغوا کر کے غلام بنالینا یا جرم کے بدلے غلام بنالینا یا غلاموں کو فروخت کرنا حرام قرار دیا۔ زکوۃ کے مصارف میں ان کی آزادی کے لئے ایک مد مقرر کی ہے تاکہ ریاستی سطح پر ان کی آزادی کا انتظام کیا جا سکے۔

۹-اخروی نجات

دین اسلام ایک ایسا مثالی مذہب ہے جس میں انسان کی دنیاوی فلاح کے ساتھ اخروی فلاح کا بھی بھرپور اہتمام کیا گیا ہے۔ انسان کو نیک اعمال کرنے کا صلہ صرف دنیا میں ہی نہیں بلکہ آخرت میں نجات کا سبب بھی بنے گا۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ﴾[1]

جو لوگ اللہ کی محبت میں فلاحی کام کرتے ہیں وہ آخرت میں پریشانی اور آفتوں سے بچ جائیں گے۔ انھوں نے انفاق فی سبیل اللہ کے جو کام کیے ہوں گے اس کے بدلے میں ان کے چہرے چمک رہے ہوں گے۔ انسان دنیا میں مال و دولت جمع کرنے میں لگا رہتا ہے لیکن آخرت میں یہ مال دنیا میں ہی رہ جائے گا اور اس کا کوئی اجر نہیں ہوگا۔ انسان جب مرتا ہے اس کے ساتھ اجر صرف اسی مال کا جائے گا جو اس نے اللہ تعالی کی راہ میں دوسروں کی فلاح و بہبود کے

[1] ابراہیم ۱۴:۳۱
Ibrãhim 14:31

لئے خرچ کیا ہو گا۔ حضور ﷺ نے اس مال کے بارے میں فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ الْعَبْدُ مَالِي مَالِي إِنَّمَا لَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ مَا أَكَلَ فَأَفْنَى أَوْ لَبِسَ فَأَبْلَى أَوْ أَعْطَى فَاقْتَنَى وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ[1]

دین اسلام نے انسانیت کی فلاح و بہبود کا ایک مثالی نظام دیا ہے۔ یہ نظام افراد معاشرہ کی دنیاوی ضروریات کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اخروی فلاح کا ضامن ہے۔ یہ تمام اسلامی فلاح و بہبود کے عظیم اور دائمی اہدف ہیں جو عصر حاضر میں بھی حیات انسانی کی فلاح کی ضمانت پیش کرتے ہیں۔

تجاویز و سفارشات

1- عصر حاضر میں اسلامی ریاستوں کے اندر عہد نبویؐ کی فلاحی ریاست کی طرح زکوۃ و عشر کی وصولی حکومت خود کرے اور پھر اسے بیت المال کے ذریعے اسلام کے مقرر کردہ مصارف پر خرچ کرے۔ لہٰذا اس ضمن میں ریاستی اقدام کی اشد ضرورت ہے۔

2- نظام محاصل کی اصلاح کی جائے اور نظام اوقاف کو فروغ دیا جائے تاکہ سرمایہ دار طبقات اپنی دولت کا کچھ حصہ غرباء کی فلاح و بہبود کے لئے مختص کر کے اوقاف قائم کریں۔

3- حکومتیں نظام عدل کی اصلاح کریں اور تمام ناجائز ذرائع سود، سٹہ، جوا، ذخیرہ اندوزی، دھوکہ دہی اور رشوت پر تعزیرات مقرر کریں۔

4- بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی عام لوگوں کے لیے بھی آسان کی جائیں۔ اشیاء خورونوش کی قیمتوں اور معیار میں توازن رکھا جائے۔ ان پر ٹیکس ختم کیا جائے۔

5- قدرتی وسائل کو بروئے کار لانے میں حکومتیں خود اقدامات کریں اور ان تمام وسائل سے عام عوام کو بھی استفادہ ہو۔

6- ذرائع ابلاغ فحاشی اور بے راہ روی کو فروغ دینے کی بجائے معاشی ناہمواری اور عدم مساوات کے پس پردہ

---

[1] الجامع الصحیح، کتاب الزھد والرقائق، باب الدنیا سجن مومن الجنۃ کافر، حدیث، ۷۴۲۲

Muslîm, Kitãb al-Zhud wa ãl-Raqaiq,Bab aldunya alsjan momin aljanat kafir, Hadith,7422

حقیقی عوامل سے پردہ اٹھائیں تاکہ مادہ پرستی کے خلاف نفرت پیدا ہو۔

7-عالم اسلام متحد ہو کر اقتصادی تعاون کی تنظیموں کو فعال کرے اور ریاستی سطح پر تمام مذہبی، سیاسی جماعتیں اور تنظیمیں بھی کسی تعصب کے بغیر فلاح و بہبود کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کریں۔

8-باکردار افراد کی قیادت کو آگے لایا جائے۔ انتخابات میں صادق اور امین کو منتخب کیا جائے۔ صالح امیر کی قیادت کے بغیر فلاحی ریاست میں مثبت تبدیلی ممکن نہیں۔